11 جولائی 2012ء کو ایوان طاہر کینیڈا میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کی تقسیم اسناد کی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب اور مبلغین، مربیان و واقفین زندگی کو نہایت اہم نصائح

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کینیڈا کی تین کلاسوں کی گریجوایشن ہے۔ پہلی دو کلاسیں تقریباً دو سال سے کچھ نہ کچھ حد تک میدان عمل میں جا چکی ہیں یا ان کی وہ تربیت ہو چکی ہے جو مختلف انتظامی شعبوں سے گزرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ اور جو 2012ء کی کلاس ہے اس نے اس مرحلہ سے ابھی گزرنا ہے۔ بہر حال تقسیم اسناد کی جو رسمی تقریب ہے وہ آج ہوئی۔

یاد رکھیں کہ جامعہ احمدیہ سے یہ سند لے لینا کافی نہیں ہے یا یہ آپ کی انتہا نہیں ہے۔ یہ وہ ابتدائی قدم ہے جو آپ نے آج اٹھایا ہے۔ اور اس پہلی سیڑھی پر یہ پہلا قدم رکھا ہے جس کی موٹائی بھی اور جس کی چوڑائی بھی بہت کم ہے۔ یہی پہلا قدم ہے جو احتیاط سے رکھا جائے گا تو سیڑھی کا جو اگلا step ہے اس پہ آپ صحیح طرح اپنا قدم لے جاسکیں گے اور پھر اس طرح آپ کے قدم آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ جو ترقی کی منازل طے کرنی ہیں ان پر آپ چلتے چلے جائیں گے۔ جن اونچائیوں تک آپ نے پہنچنا ہے اس پر آپ کے قدم آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ پس اس ڈگری کو اس سند کو اپنی انتہا نہ سمجھیں۔ یہ انتہا نہیں بلکہ ابتدا ہے۔ اور ابھی بہت سے مرحلے آپ نے طے کرنے ہیں۔

یہاں ہادی علی صاحب جب اناؤنس (Announce) کر رہے تھے تو ہر ایک کے ساتھ ’مبلغ سلسلہ‘ کا لفظ استعمال ہو رہا تھا جبکہ جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کی جب تقسیم اسناد ہوئی وہاں ہر ایک کے ساتھ ’مربی سلسلہ‘ کا لفظ استعمال ہوا۔ آپ نے MTA پر دیکھا بھی ہوگا۔ تو جامعہ سے فارغ التحصیل نہ صرف مربی ہیں بلکہ مبلغ بھی ہیں۔ اور نہ صرف مبلغ ہیں بلکہ مربی بھی ہیں۔ اس لئے یہ دونوں چیزیں آپ کو اپنے سامنے رکھنی ہوں گی۔ تربیت بھی آپ کا کام ہے اور تبلیغ بھی آپ کا کام ہے۔ اور تبلیغ کے لئے تربیت پہلا قدم ہے۔ خود آپ کی تربیت اچھی ہوگی تو تبلیغی میدانوں میں بھی آپ آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ آپ کی اپنی تربیت نہیں ہوگی تو تبلیغی میدان میں بھی برکت نہیں پڑے گی۔ آپ کا قول و فعل ایک جیسا نہیں ہوگا تو کوئی آپ کی بات نہیں سنے گا۔ اللہ تعالیٰ نے داعی الی اللہ کے لئے ’وَ عَمِلَ صَالِحاً‘ فرمایا ہے۔ پس عمل صالح کے لئے اپنی تربیت بھی ضروری ہے۔ اور پھر ہی آپ دوسروں کی بھی ان صالح اعمال کی طرف راہنمائی کرسکیں گے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اس کے لئے سب سے بڑی چیز جو ایک مربی اور مبلغ میں ہونی چاہئے وہ اس کی عاجزی ہے۔ کوئی تعلیمی میدان میں اگر اول آیا ہے یا دوئم آیا ہے یا تیسری پوزیشن حاصل کی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہی کامیاب مربی اور مبلغ ہے۔

مَیں نے دیکھا ہے اور افریقہ میں بہت سے ایسے مربیان اور مبلغین کے ساتھ مَیں نے کام کیا ہے جو تعلیمی میدان میں اتنے اچھے نہیں تھے لیکن عملی میدان میں، تبلیغ کے میدان میں، تربیت کے میدان میں انہوں نے اُن لوگوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا جو تعلیمی میدان میں اچھے تھے۔ پس تعلیمی میدان میں اوّل آنے والوں کو بھی اس بات پر فخر نہیں ہونا چاہئے کہ وہ اب اوّل آگئے اور ہمیشہ ان کی زندگی میں اوّل ہونا ہی لکھا گیا۔ اور یا یہ ان کا حق بن جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ اوّل ہی رہیں۔ اوّل اُس وقت رہیں گے جب وہ اپنے اندر عاجزی پیدا کریں گے، اپنے اندر انکسار پیدا کریں گے اور اس کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گے۔ اور پھر عاجزی اور انکسار جو ہے وہ آپ کو اپنی علمی قابلیت بڑھانے کی طرف متوجہ رکھیں گے۔ پس اس بات کا خیال رکھیں کہ جامعہ احمدیہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک طالب علم کی زندگی علم کی جستجو کے لئے ہی ہونی چاہئے۔ اور ایسا علم ہونا چاہئے جو اس کی زندگی پر بھی لاگو ہو۔ صرف دوسروں کو نصیحت کرنے والے نہ ہوں بلکہ جب بھی کوئی علم حاصل کریں سب سے پہلا مخاطب اپنے آپ کو سمجھیں۔ قرآن کریم پڑھنے کا حکم ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ نے بشارات دی ہیں وہاں ان کو حاصل کرنے کے لئے دعا کرو۔ جہاں اِنذاری باتیں ہیں وہاں توبہ و استغفار کرو۔ اور آپ لوگ بھی اسی اصول پر عمل کرتے رہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ زندگی کے میدان میں آپ کے قدم آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے اور اُس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں گے جس کے لئے آپ میں سے جو واقفین نَو ہیں ان کو پہلے ان کے والدین نے پیش کیا اور پھر آپ نے ان کے عہد کی تجدید کرتے ہوئے اپنے آپ کو پیش کیا اور خود اپنے عہد کی تجدید کی۔ پس یہ باتیں ہمیشہ آپ کے ذہن میں ہونی چاہئیں کہ عملی میدان میں آکر اپنے علم کو بڑھاتے چلے جائیں، پرانے علم پر نازاں نہ ہوں اور عاجزی پیدا کرتے چلے جائیں۔ اور عاجزی کے ساتھ ساتھ، علم بڑھانے کے ساتھ ساتھ محنت کی بھی عادت ڈالیں۔ دو چار چھ گھنٹے کام کرنا آپ کا کام نہیں ہے۔ واقفِ زندگی ہیں اور واقفِ زندگی کے لئے گھنٹے معین نہیں کئے گئے کہ اتنے گھنٹے کام کرو گے تو تم نے مقصد پورا کرلیا۔ آپ نے چوبیس گھنٹے، ہفتے کے سات دن اور سال کے 365 دن اور زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا ہے اور یہی آپ کا مقصد ہونا چاہئے جس کے حصول کے لئے کوشش کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں کیونکہ کوئی کام خدا تعالیٰ کی مدد اور تائید کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ پس اس سوچ کے ساتھ میدان عمل میں جائیں۔ جہاں جائیں وہاں اپنے نمونے قائم کریں۔ صرف علم نہ ہو بلکہ اپنے عمل سے اپنے علم کی اہمیت کو دنیا پر واضح کریں۔ بہت سے غیر احمدی علماء ہیں کہ اگر علمی لحاظ سے دیکھیں تو بہت سوں کے پاس ایسا علم ہے کہ جب وہ بحث کرتے ہیں، مذہبی بحث کرتے ہیں، ٹی وی پروگراموں پہ آتے ہیں تو نمبروں کے حساب سے قرآن کریم کی آیات، سورتیں، ریفرنس (Reference) پورے دیتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ علم جو ہے صرف کھوکھلا علم ہے کیونکہ ان کے عمل ویسے نہیں ہیں اور پھر اُس کی وضاحت وہ اُس طرح نہیں کرسکتے جو اُس کی حقیقت ہے کیونکہ یہ حقیقت ہمیں اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ملی ہے۔ پس اس علم کو جاننے کے لئے جہاں آپ قرآن کریم پڑھیں گے، اس کی تفاسیر پڑھیں گے، غور اور تدبر کریں گے وہاں آپ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو اپنے علم

میں اضافہ کا ذریعہ بنانا ہے۔ آپ کا کوئی دن ایسا نہیں ہونا چاہئے جس میں آپ نے کچھ نہ کچھ حصّہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا نہ پڑھا ہو۔ اسی سے آپ کو قرآن کریم کی صحیح تعلیم کی حقیقت پتہ چلے گی۔ اس کے بغیر کوئی اور چیز نہیں ہے۔ پس یہ ایک اہم پہلو بھی ہمیشہ مدنظر رکھیں۔

پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ میں سے بہت سوں کو جو یہاں سے فارغ ہوئے ہیں انہی مغربی ممالک میں بھیجا جائے۔ ساؤتھ امریکہ میں بھیجا جا سکتا ہے۔ افریقن ممالک میں بھی بھیجا جا سکتا ہے یا اور جگہوں پہ بھیجا جا سکتا ہے اور وہاں رہنے کے لئے بعض دفعہ بڑے سخت حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ پس سخت جانی کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اسی لئے مَیں نے آپ کے پروگرام میں یہ رکھا تھا کہ ہر مربی و مبلغ جو جامعہ سے فارغ ہوتا ہے وہ پہلے چھ مہینے افریقہ کے کسی ملک میں گزارے اور اس کے لئے مَیں نے آپ کو وہاں بھیجا اور اللہ کے فضل سے میرا خیال ہے کہ پہلا اور دوسرا بیچ (Batch) دونوں ہی اپنا اپنا یہ چھ، چھ ماہ کا عرصہ، یا چند ماہ کا عرصہ جہاں ویزے کی وجہ سے مسائل تھے، پورا کر کے آئے ہیں۔ وہاں اسی لئے بھیجا تھا تا کہ آپ کو پتہ لگے کہ اُن ملکوں کے حالات کیا ہیں اور اُن ملکوں کی سختیاں کیا ہیں اور ان میں سے آپ کو گزرنا پڑ سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ دس سال، پندرہ سال کسی کو کینیڈا یا امریکہ میں مبلغ کے طور پر کام کرنا پڑے اور اس کے بعد آپ کو کہا جائے کہ افریقہ کے کسی ریموٹ (Remote) علاقہ میں چلے جاؤ اور وہاں بیٹھ کر احمدیت کی تبلیغ کرو، اسلام کا پیغام پہنچاؤ تو ذہن میں یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ ہم دس پندرہ سال ایسے ملک میں رہے جہاں ہر طرح کی سہولتیں تھیں اور اب ہمیں ایسی جگہ بھیجا جا رہا ہے، ہمارے سے انصاف نہیں کیا جا رہا، ہمیں تکلیف دی جا رہی ہے۔ قطعاً یہ خیال ایک مربی کے، ایک مبلغ کے ذہن میں نہیں آنا چاہئے۔ اگر آپ کو یہاں محلات میں بٹھایا ہوا ہے اور وہاں سے اگر آپ کو کہا جاتا ہے کہ جھونپڑی میں جا کے بیٹھو تو ایک واقف زندگی کا کام ہے کہ اس جھونپڑی میں جا کر بیٹھ جائے اور یہ نہ سوچے کہ مَیں پہلے کہاں تھا اور اب کہاں ہوں۔ یہ سوچے کہ مَیں نے اپنی زندگی وقف کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وقف کی ہے۔ اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے وقف کی ہے اور اس کے لئے مجھے جس سختی سے بھی گزرنا پڑے مَیں گزروں گا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی جو نظم یہاں پڑھی گئی ہے اس میں بھی ایک شعر میں آپؓ نے اسی طرف توجہ دلائی ہے۔ صرف نظمیں پڑھ لینا کہ ہم جہاں سے گزر جائیں گے، جہاں بھی جانا پڑے گا ہم چلے جائیں گے، اتنا کافی نہیں ہے بلکہ عملی طور پر آپ کو دکھانا پڑے گا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو صرف کہتے نہیں بلکہ کرتے بھی ہیں۔ یہ سوچ جامعہ سے فارغ ہونے والے ہر طالب علم کی ہونی چاہئے، ہر مربی کی ہونی چاہئے، ہر مبلغ کی ہونی چاہئے چاہے وہ نئے ہیں یا پرانے۔ ہر واقف زندگی کی ہونی چاہئے اور سختیاں جھیلنے کی عادت ہونی چاہئے۔ پس یہ سخت جانی کی عادت بھی آپ میں پیدا ہونی چاہئے اور اس کے لئے اپنی سوچوں کو اس طرح اپنے قابو میں رکھنا چاہئے کہ کبھی یہ خیال نہ آئے کہ ہم پہلے کیا تھے اور اب کیا ہیں۔ یا پہلے ہمیں سہولتیں تھیں اور اب نہیں ہیں۔ یا دفتر نے یا مرکز نے ہمیں کہیں اور بھیج کر ہمارے پر ظلم اور زیادتی کر دی ہے۔ نہ یہ ظلم ہے نہ زیادتی ہے۔ آپ نے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگی گزاریں کہ آپ نے تیار رہنا ہے اور کل کو آپ کے ساتھ کچھ بھی ہوسکتا ہے۔

پھر ایک اور پہلو بھی بڑا اہم ہے جس کی طرف آپ کو توجہ دینی چاہئے کہ خلافت سے وفا کا تعلق ہو۔ صرف ترانے گانے سے، نظمیں پڑھنے سے تعلق پیدا نہیں ہو جایا کرتا۔ ہاں بعض لوگوں پر بعض مختلف طریقوں سے اثر ہوتا ہے۔ جذبات کو ابھارنے کے لئے توجہ دلانے کے لئے نظمیں اور ترانے بھی کام آتے ہیں۔ لیکن آپ لوگ اس کو انتہا نہ سمجھ لیں۔ آپ کا یہ تعلق ذاتی طور پر خطوط لکھنے سے، باقاعدہ رابطہ رکھنے سے، خلیفۂ وقت کے لئے دعا کرنے سے، خلیفۂ وقت کو دعا کے لئے لکھنے سے پیدا ہوگا۔ پس یہ تعلق بھی قائم رکھیں۔ اور پھر اس تعلق کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھیں بلکہ یہ تعلق پھر آگے بڑھنا چاہئے۔ جس جماعت میں آپ ہوں، جس میدان میں آپ ہوں، جس جگہ آپ ہوں، وہاں کے ماحول میں اس تعلق کو اتنا اجاگر کریں کہ خلافت کے ساتھ جماعت اس طرح ہو جائے جس طرح یک جان دو قالب۔ ذرّہ بھر بھی فرق نہ ہو۔ کہیں کسی قسم کی منافقت کی آواز نہ اُٹھے۔ جس جگہ آپ ہوں وہاں ہر احمدی خلیفۂ وقت کی مکمل اطاعت کرنے والا ہو۔ طاعت درمعروف کا جو حکم ہے اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف سے پہلے کی آیتوں میں قرآن کریم میں بھی لکھا ہے کہ صرف دعوے نہ کرو، قسمیں نہ کھاؤ کہ ہم یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے بلکہ عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تمہارا واقعی اطاعت کا، کامل اطاعت کا تعلق ہے کہ نہیں۔ پس یہ بھی مربیان کی، مبلغین کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ خود اپنے اندر بھی پیدا کریں اور اپنی جماعت میں بھی پیدا کریں۔

آپ لوگ خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں اور وہ کام آپ نے سرانجام دینے ہیں جن کی ہدایت خلیفۂ وقت کی طرف سے آتی ہے۔ تربیت کے کام آپ نے کرنے ہیں، تبلیغ کے کام آپ نے کرنے ہیں، اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچانے کے کام آپ نے کرنے ہیں۔ اس نمائندگی سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ہم کیونکہ نمائندے ہیں اس لئے جس جگہ ہم جائیں، جس جماعت میں ہم جائیں وہاں ہمیں وہ عزت و احترام بھی ملے جو جماعت کے دل میں خلیفۂ وقت کے لئے ہے۔ آپ نمائندے ہیں لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے ایک عاجز غلام کی طرح وہ نمائندگی کرنی ہے۔ یہ سوچ اپنے دل میں ہمیشہ رکھیں، اپنے دماغ میں ہمیشہ رکھیں اور اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیاں گزاریں اور جماعت کو اس کی تلقین کریں۔

پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں کہ جماعت کی تربیت اسی طرح ہو گی کہ جب آپ جماعت کو خلافت کے ساتھ جوڑ دیں گے۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ایسے انتظام فرما دیئے ہیں کہ ایم ٹی اے (MTA) کے ذریعہ سے ہم افریقہ کے جو ریموٹسٹ (Remotest) علاقے ہیں وہاں بھی پہنچے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے انجینئرز نے تو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں جا کر سولر انرجی (Solar Energy) کے ذریعہ سے مسجد میں یا مشن ہاؤس میں ایسے انتظام کر دیئے ہیں کہ وہاں کم از کم ایم ٹی اے (MTA) ہر جگہ موجود ہے۔ جہاں نہیں ہے وہاں موجود کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تو اس طرح مرکز سے جو ایک رابطہ ہے وہ اللہ تعالیٰ نے قائم کر دیا ہے۔ اور ایک اَور سہولت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے پیدا فرما دی ہے۔ اس سہولت سے فائدہ اٹھانا، اس کو مزید آگے بڑھانا یہ اب آپ کا کام ہے۔ اس کے لئے جماعت کو زیادہ سے زیادہ تیار کریں۔ ان کے دلوں میں ڈالیں کہ کم از کم خلیفۂ وقت کی جو تقاریر اور خطبات ہیں ان سے ان کا تعلق ہونا چاہئے۔ اور جہاں بھی وہ ہوتی ہیں ہر احمدی کو اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھنا چاہئے۔ پس یہ سوچ بھی ہے جو آپ لوگوں نے جماعت کے افراد کے دلوں اور دماغوں میں پیدا کرنی ہے۔

پھر پہلے بھی مَیں یہ کہہ چکا ہوں کہ دعاؤں کے ذریعہ سے اپنی عاجزی کو بھی بڑھائیں اور اپنے علم کو بھی بڑھائیں اور اس کے لئے آپ کا تعلق باللہ میں بڑھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنا بھی ضروری ہے۔ صرف دنیاوی چیزوں پہ نظر نہ ہو، دنیاوی خواہشات پر نظر نہ ہو بلکہ آپ کا یہ مقصد ہو کہ ہم نے اپنے آپ کو بیچ دیا ہے، مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہم مدد چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ ہماری راہنمائی کرتا رہے اور وہ راہنمائی جس جس طرح آپ کا خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھتا جائے گا آپ کو ملتی جائے گی۔ پس یہ چیز بھی ہمیشہ ہر واقفِ زندگی، مربی اور مبلغ کے ذہن میں ہونی چاہئے۔ اور اس سوچ کے ساتھ آپ لوگوں کو کام کرنا چاہئے۔

بعض جگہ ایسے حالات بھی ہوتے ہیں کہ سیاسی طور پر یا دنیاوی طور پر بعض لوگوں سے آپ کا رابطہ واسطہ، Interaction ہوتا ہے۔ لیکن اس چیز کو آپ کی سوچوں کو بدل نہیں دینا چاہئے۔ آپ کی سوچوں کا محور بہر حال یہ رہنا چاہئے۔ کہ ہم واقفِ زندگی ہیں۔ دین اسلام کی تبلیغ اور جماعت احمدیہ کے افراد کی تربیت کے لئے ہم نے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں اور یہی ہمارا محور ہے۔ اگر دنیاوی تعلقات کی وجہ سے کوئی دنیاوی مقام ہمیں ملتا ہے تو وہ ایک ضمنی چیز ہے۔ وہ ہمارا مقصد نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ ایک مبلغ میدانِ عمل میں ہوتا ہے تو اللہ کے فضل سے اس کو دنیاوی لحاظ سے بھی بڑی پذیرائی ملتی ہے۔ اس کو اپنے ماحول میں جو دنیاوی لوگ ہیں، غیر از جماعت ہیں ان کی طرف سے بھی بعض دفعہ بہت زیادہ appreciate کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے آپ کے دماغوں میں یا کسی بھی واقفِ زندگی کے دماغ میں کبھی یہ خیال آجائے کہ یہ میری ذاتی کوشش اور میری ذاتی لیاقت اور میری اپنی خصوصیات کی وجہ سے ہے۔ بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور یہ فضل اس وجہ سے ہے کہ آپ واقف زندگی ہیں۔ پس یہ سوچ بھی ہمیشہ رکھیں۔ اگر آپ لوگ دنیا کی باتوں میں پڑ گئے، دنیا والوں کے پیچھے چلنے لگ گئے تو پھر آپ ایک تو اپنے اس مقصد سے ہٹ جائیں گے جو آپ کا مقصد ہے۔ دوسرے اس عہد کو پورا کرنے والے نہیں ہوں گے جو ایک واقف زندگی کا عہد ہے۔ اور جب عہد پورا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بھی نہیں بنیں گے۔ پھر آپ کے کاموں میں برکت بھی نہیں پڑے گی۔ پس اپنے کاموں میں برکت ڈالنے کے لئے، اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ اپنے اصل مقصد کو سامنے رکھتے رہیں۔ دنیا آپ کا مقصد نہیں۔ دین اور اس کی اشاعت آپ کا مقصد ہے۔ خلافت سے مکمل وفا اور اطاعت کا تعلق آپ کا مقصد ہے۔ پس ان چیزوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔

پرنسپل صاحب جب رپورٹ پیش کر رہے تھے تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے آپ کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کوشش کی۔ بے شک اعلیٰ تعلیم بھی بہت ضروری حصہ ہے۔ ایک واقفِ زندگی کا علم حاصل کرنا ضروری ہے پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں، بتا چکا ہوں۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کی اخلاقی قدریں جو ہیں وہ سب سے بڑھ کر ہیں اور ان قدروں کی باریکیوں کو جاننا، پہچاننا اور اس پر عمل کرنا آپ کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ نہیں تو ہمیشہ افرادِ جماعت کی انگلی آپ پر اُٹھے گی کہ ہمیں یہ تلقین کرتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں کہ عمل کے ساتھ آپ کے الفاظ ہوں گے تو پھر ہی اس میں برکت پڑے گی۔ پس اعلیٰ اخلاقی قدروں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آپ کی ہلکی سی بھی لغزش اور غلطی جماعت میں ایک بے چینی پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو ہر وقت ہر قدم بہت زیادہ پھونک پھونک کر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ایک واقف زندگی کا معیار بہت اونچا ہونا چاہئے اور جماعت expect کرتی ہے، امید رکھتی ہے، توقع رکھتی ہے کہ یہ معیار بلند ہو اور جتنے معیار آپ کے اچھے ہوں گے اتنے زیادہ آپ کے اثر بھی ہوں گے۔ پس یہ بات بھی ہمیشہ آپ کے ذہن میں ہونی چاہئے۔ نفس کو بعض دفعہ شیطان جو ہے وہ ڈراتا ہے، بھڑکاتا ہے کہ تم یہ بھی کر وہ بھی کرو۔ لیکن توبہ اور استغفار سے، اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہوئے، مدد چاہتے ہوئے یہ کوشش ہمیشہ کرتے رہیں کہ کبھی شیطان کے خیالات ہلکے سے بھی آپ پر حاوی ہونے کی کوشش نہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ مومنین کو یہی نصیحت بار بار کرتا ہے۔ اور ان مومنین کو جنہوں نے اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کیا ہے، جو اس گروہ میں شامل ہیں جو تفقہ فی الدین والا گروہ ہے، جو دین کا علم حاصل کر کے اس کو آگے پھیلانے والا ہے، اُن کو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ (آل عمران: 29) اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے نفس سے ڈراتا ہے۔ اور نفس سے ڈرانا یہی ہے کہ اپنے نفس کی جو خواہشات ہیں ان کو کبھی سامنے نہ رکھو اور وہ خواہشات جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا جتنا جتنا آپ کا تعلق باللہ بڑھتا جائے گا پیچھے ہوتی چلی جائیں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ پھر جب اس سوچ کے ساتھ آپ میدان عمل میں جائیں گے، کام کریں گے تو آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کامیابیاں عطا فرماتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

اللہ کرے کہ آپ لوگوں میں سے ہر ایک اور ہر واقف زندگی اپنے وقف کی روح کو سمجھنے والا ہو اور اس روح کے ساتھ اپنی زندگیاں گزارنے والا ہو اور خلیفۂ وقت کا حقیقی سلطان نصیر بننے والا ہو تا کہ ہم جلد اسلام اور احمدیت کا غلبہ دنیا پر ہوتا ہوا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب دعا کر لیں۔